احکام الجنائز

فضیلۃ الاستاذ الشیخ ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ
ترجمہ :- مولانا شبیر احمد نورانی

واجباتِ مریض

۱ - مریض کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہے ، تقدیر پر صبر کرے ، اور اپنے پروردگار کے بارے میں حسن ظن رکھے ۔ یہ بات اس کے حق میں بہت ہی مفید ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ۔

عجبا لامر المومن ، ان امرہ کلہ خیر ، ولیس ذالک لاحد الا للمومن ، ان اصابتہ سراء شکر فکان خیرا لہ ، وان اصابتہ ضراء صبر فکان خیرا لہ ۔

(صحیح مسلم ، کتاب الزھد ، باب المؤمن امرہ کلہ خیر)

وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یموتن احدکم الا وھو یحسن الظن باللہِ تعالیٰ ۔

(صحیح مسلم ، کتاب صفۃ الجنۃ ، باب الامر بحسن الظن باللہ تعالیٰ عند الموت

کہ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے ، اس کا ہر حال بہتر ہی ہوتا ہے ، اور یہ بات مومن کے سوا کسی کو نصیب نہیں ۔ اگر خوشی نصیب ہو تو شکر گزار ہوتا ہے اور یہ اس کے لئے بہتر ہے اور اگر تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لیے بہتر ہے ۔

مزید ارشادِ گرامی ہے کہ ۔

تم میں سے جو اس دنیا سے رخصت ہو ، اسے اپنے رب کے بارے میں حسنِ ظن رکھنا چاہیے "

۲ ۔ اس کے لئے مناسب ہے کہ خوف و امید کی درمیانی کیفیت میں رہے ، اپنے گناہوں پر اللہ تعالےٰ کی سزا سے ڈرتا ہو ، اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہو ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ ، روایت کرتے ہیں کہ ۔

ان النبی دخل علی شاب وھو بالموت ، فقال : کیف تجدک ؟ قال واللہ یا رسول اللہ انی ارجو اللہ ، وانی اخاف ذنوبی ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

لا یجتمعان فی قلب عبد فی مثل ھذا الموطن، إلا اعطاہ اللہ ما یرجو، وأمنہ مما یخاف۔

(سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان کے پاس تشریف لے گئے جبکہ وہ موت وحیات کی کشمکش میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ کیسے ہو؟ اس نے عرض کی۔ بخدا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالےٰ سے رحمت کی امید بھی رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے بھی ڈرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایسے موقع پر کسی بندے کے دل میں جب یہ دو چیزیں پیدا ہو جائیں تو اللہ تعالےٰ اس کی امید کے مطابق دے دیتا ہے اور جس بات کا اسے غم ہو، اس سے محفوظ کر دیتا ہے

۳۔ اسے موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے خواہ مرض کتنا ہی سخت ہو، جیسا کہ مندرجہ حدیث میں ہے:

فان کان لا بد فاعلا فلیقل: اللھم احینی ما کانت الحیاۃ خیرا لی، وتوفنی اذ کانت الوفاۃ خیرا لی ۱؎

" اگر ضروری ہی کہنا چاہے تو یوں کہے۔"

اے پروردگار جب تک زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب موت بہتر ہو تو موت دے۔

۴۔ اگر اس کے ذمے لوگوں کے حقوق ہوں تو بقدر امکان ادا کر دے ورنہ وصیت کر جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا حکم دیا ہے ۲؎

۵۔ یہ وصیت اسے جلدی کرنی چاہیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"ماحق امری مسلم یبیت لیلتین، ولہ شئ یرید ان یوصی فیہ الا ووصیۃ مکتوبۃ عند راسہ"

قال ابن عمر: "مامرت علی لیلۃ منذ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ذالک إلا وعندی وصیتی ۳؎

کسی مسلمان کو یہ زیبا نہیں کہ وہ راتیں بھی اس حال میں گزارے جب کہ وہ کسی چیز کی وصیت ...

۱؎ صحیح بخاری، کتاب المرضیٰ، باب تمنی الموت۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا، باب کراہیۃ تمنی الموت۔

۲؎ اس معنی کی حدیث بخاری ومسلم نے کتاب الوصایا کے ابتداء میں درج کی ہے۔

۳؎ بخاری ومسلم، کتاب الوصایا، ابتداء میں۔

کرنا چاہتا ہو، مگر اس کی وصیت تحریری شکل میں اس کے پاس موجود نہ ہو۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، کہتے ہیں کہ :۔

"جب سے میں نے یہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنا ہے مجھ پر ایک رات بھی ایسی نہیں گزری جب وصیت میرے پاس نہ ہو۔"

۶ ۔ یہ بھی ضروری ہے کہ غیر وارث رشتہ داروں کے لیے وصیت کرے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

كتب عليكم اذا حضر احدكم الموت ان ترك خيرا ۖ الوصية للوالدين والاقربين بالمعروف حقا على المتقين ﴿١٨٠﴾ [1]

تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آئے اور وہ اپنے پیچھے مال چھوڑ رہا ہو، تو والدین اور رشتہ داروں کے لیے معروف طریقے سے وصیت کرے ۔ یہ حق ہے متقی لوگوں پر ۔

۷ ۔ اسے اپنے مال میں سے ایک تہائی کی وصیت کا حق ہے اس سے زیادہ جائز نہیں البتہ اس سے کم افضل ہے ۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے ۔ جس کا ترجمہ درج ذیل ہے ۔

حجۃ الوداع کے موقع پر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا، اچانک میں سخت بیمار ہو گیا ۔ بس موت کے کنارے پہنچ چکا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت فرمائی میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا مال بہت ہے اور صرف ایک بیٹی وارث ہے کیا میں دو تہائی مال کی وصیت کر دوں ؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں" میں نے عرض کی : آدھے مال کی ؟ آپ نے فرمایا "نہیں" ۔ میں نے درخواست کی تہائی مال کی ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں تہائی اور تہائی بھی بہت ہے ،،

"اے سعد ! تم اپنے ورثاء کو خوشحال رہنے دو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے ۔ اسکی بجائے کہ انہیں تنگ دست چھوڑو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں ۔ اے سعد ! اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تم جو بھی خرچ کرو گے، تمہیں اس کا اجر ملے گا، یہاں تک کہ جو لقمہ تم اپنی اہلیہ کے منہ میں دو ۔

---

[1] سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۰ ۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ، کہتے ہیں - چنانچہ ایک تہائی جائز قرار پایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ ۔

"مجھے پسند یہ ہے کہ لوگ تہائی کے بجائے چوتھائی کی وصیت کیا کریں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہائی کو زیادہ قرار دیا ہے "

۸ - اس وصیت پر دو عادل مسلمانوں کی گواہی ہو۔ اگر دو مسلمان نہ ملیں تو دو غیر مسلم ہی سہی اس شرط پر کہ ان کی گواہی شک کے موقع پر قابلِ اعتماد ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ ارشاد ہے ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

اے لوگو ! جو ایمان لائے ہو، جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے اور وہ وصیت کر رہا ہو تو اس کے لیے شہادت کا نصاب یہ ہے کہ تمہاری جماعت میں سے دو صاحبِ عدل آدمی گواہ بنائے جائیں، یا اگر تم سفر کی حالت میں ہو اور وہاں موت کی مصیبت پیش آجائے تو غیر لوگوں ہی میں سے دو گواہ لے لیے جائیں۔ پھر اگر کوئی شک میں پڑ جائے تو نماز کے بعد دونوں گواہوں کو (مسجد میں) روک لیا جائے اور وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ "ہم کسی ذاتی فائدے کے عوض شہادت بیچنے والے نہیں ہیں۔ اور خواہ کوئی ہمارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ ہم اس کی رعایت کرنے والے نہیں) اور نہ خدا واسطے کی گواہی کو ہم چھپانے والے ہیں، اگر ہم نے ایسا کیا تو گناہگاروں میں شمار ہوں گے "۔ لیکن اگر پتہ چل جائے کہ ان دونوں نے اپنے آپ کو گناہ میں مبتلا کیا ہے تو پھر ان کی جگہ دو اور شخص جو ان کی بہ نسبت شہادت دینے کے لیے اہل تر ہوں ان لوگوں میں سے کھڑے ہوں جن کی حق تلفی ہوئی ہو۔ اور وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ " ہماری شہادت ان کی شہادت سے زیادہ برحق ہے اور ہم نے اپنی گواہی میں کوئی زیادتی نہیں کی ہے، اگر ہم ایسا کریں تو ظالموں میں سے ہوں گے "۔ اس طریقہ سے زیادہ توقع کی جاسکتی ہے کہ لوگ ٹھیک ٹھیک شہادت دیں گے۔ یا کم از کم اس بات ہی کا خوف کریں گے کہ ان کی قسموں کے بعد دوسری قسموں سے کہیں ان کی تردید نہ ہو جائے اللہ سے ڈرو اور سنو، اللہ نے نافرمانی کرنے والوں کو اپنی رہنمائی سے محروم کر دیا ہے ؏

۹ - والدین اور قریبی رشتہ دار (جو میراث کے شرعاً حقدار ہیں) کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں اس لیے کہ آیت میراث سے ان کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات حجۃ الوداع کے موقع پر بڑی وضاحت سے بیان فرما دی تھی ارشادِ گرامی یوں ہے۔

ان اللہ قد اعطی کل ذی حق حقہ، فلا وصیۃ لوارث" [۱]

" اللہ تعالےٰ نے ہر صاحب حق کو اس کا استحقاق دے دیا ہے۔ لہٰذا کسی وارث کے لیے وصیت جائز نہیں۔

۱۰۔ وصیت کرنے میں کسی پر زیادتی حرام ہے، اس طرح کہ کسی وارث کو اس کے صحیح حق سے محروم کر دے اور کسی کو اس کے استحقاق سے زیادہ دے دے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

للرجال نصیب مما ترك الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترك الوالدان والاقربون مما قل منہ او کثر نصیبا مفروضا [۲]

مردوں کے لیے اس مال میں حصّہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہو اور عورتوں کے لیے بھی اس مال میں حصّہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا خواہ تھوڑا ہو یا بہت اور یہ حصّہ (اللہ تعالےٰ کی طرف سے، مقرر ہے۔"

من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین غیر مضار وصیۃ من اللہ واللہ علیم حلیم [۳]

جب کہ وصیت جو کی گئی ہو پوری کر دی جائے، اور قرض جو میت نے چھوڑا ہو ادا کر دیا جائے بشرطیکہ وہ ضرر رساں نہ ہو یہ حکم ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ دانا و بینا اور نرم خو ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی بھی ہے فرمایا۔

لا ضرر ولا ضرار، من ضار ضارہ اللہ، ومن شاق شاقہ اللہ [۴]

" نہ نقصان دینا ہے اور نہ برداشت کرنا، جس نے کسی کا نقصان کیا، اللہ تعالیٰ اس کا نقصان کرے گا، جس نے کسی کو پریشان کیا اللہ تعالےٰ اسے پریشان کرے گا"

۱۱۔ ظالمانہ وصیت باطل اور ناقابل قبول ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد [۵]

"جس نے ہمارے اس دینی معاملہ میں نئی چیز پیدا کی جو درحقیقت اس میں سے نہ ہو وہ ناقابل قبول ہے"۔

---

[۱] سنن ابو داؤد باب ماجاء فی الوصیۃ للوارث۔ سنن الترمذی باب ماجاء لاوصیۃ لوارث۔ سند قابل اعتماد ہے۔

[۲] سورۃ النساء آیت [۷]   [۳] سورۃ النساء آیت [۱۲]

[۴] مؤطا امام مالکؒ اگرچہ سند ضعیف ہے لیکن کئی ایک سندوں کی وجہ سے قابلِ اعتماد ہو گئی ہے۔

[۵] صحیح بخاری کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب نقض الاحکام الباطلۃ